حضرت مولانا محمود حسن حسنی ندوی
از دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی (لکھنؤ)

الوداع اے عالم آب و گل الوداع!!!

حضرت مولانا علیہ الرحمہ کے آخری سفر کا آنکھوں دیکھا حال

آہ! وہ حامل دل درد مند و فکر ارجمند' امام عصر و مجدد قرون' شفیق مربی' اور مرشد یگانہ' پیکر خُلق و سید السادات جو شان سے رہ کر شان سے رخصت ہوا' جب تک روئے زمین پر رہا' ہر طرح کے دینی و دنیوی اعزازات سے نوازا جاتا رہا' اور بڑی تکریم کیساتھ سفر آخرت مقدر ہوا' یقیناً یہی آیت اس عظیم جان کی مبارک زبان پر چلتے چلتے رہی ہو گی، "فبشره بمغفرة واجر كريم" اندازہ یہی ہے اور ان شاء اللہ صحیح اندازہ ہے۔

حالانکہ کہرہ بہت تھا مگر ہر کام میں بڑی جلدی فرما رہے تھے' صبح کی نماز تو راقم کو بھی حضرت مرحوم کے ساتھ ہی ادا کرنے کو ملی تھی مگر کیا معلوم تھا کہ یہ آخری نماز انکے ساتھ ہے۔ کچھ بھی اندازہ کر لیتا تو سیکنڈ بھر کو بھی نہ کھسکتا' وہیں پڑا رہتا' منزل پڑھی اور یہ معمول تھا کہ یہ پڑھ کر سارے اہل تعلق کی دینی و دنیوی حفاظت اور صیانت کیلئے بالخصوص اور پوری ملت اسلامیہ کیلئے بالعموم دعا فرماتے تھے' پھر لیٹ گئے' دو ڈھائی گھنٹے کے بعد استنجاء' وضوء سے فراغت کے بعد دو رکعت نماز پڑھی' اتنے میں صحت و طبیعت کی خاص فکر رکھنے والے ڈاکٹر عبدالمعبود خان صاحب آگئے' حضرت ان سے جس مسرور اور تپاک سے ملے' کبھی پہلے نہ ملے تھے' معانقہ کیا' انہوں نے مزاج پوچھا' فرمایا کچھ ٹھیک نہیں' اندر کہر ہے' پھر تلاوت کلام پاک میں مصروف ہو گئے۔ ماموں جعفر کو بلایا تھا' ان سے کچھ باتیں کیں' انہوں نے کہا کہ آپ کی تشریف آوری سے یہاں بہار آگئی' اب رمضان معلوم دے رہا ہے' ورنہ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کہ رمضان بھی ہے، حضرت مسکرائے فرمایا' یہ تکیہ کی خصوصیت ہے جو ان شاء اللہ باقی رہے گی' یہ بھی عجیب بات رہی کہ رات کی مجلس میں پوچھ چکے تھے کہ کیا کل جمعۃ الوداع ہے؟ لوگوں کی تردید پر خاموش رہے' حجام کو بلانے پر جلدی کی بھائی صابر نے خط بنایا' اسکے بعد پوچھا کہ کیا آج ۲۲ تاریخ ہے۔ بھائی ذکاء اللہ خان نے اثبات میں جواب دیا' غسل کیلئے بھی جلدی کی اور پھر یہ فرمانے لگے کہ کیا نماز پندرہ بیس منٹ تاخیر

سے ہو سکتی ہے۔ بھائی عبدالرزاق صاحب (خادم خاص) اور مولانا بلال صاحب نے جو کہ ادھر دس ماہ سے فالج کے حملہ کے بعد سے غسل دلایا کرتے تھا عرض کیا کہ جیسا آپ فرمائیں' آخر ایسا ہی ہوا اور پیش آنے والے سانحہ کی وجہ سے جس کی طرف لطیف اشارہ تھا' نماز میں آدھ گھنٹہ تاخیر کی گئی، کپڑے پہنا رہے تھے' اس میں بھی حضرت نے جلدی کی' یقیناً حضرت کو آثار محسوس ہونے لگ گئے تھے' چاہتے تھے کہ جتنی جلدی کلام پاک اپنے ہاتھ میں لے لیں' بستر پر قبلہ رو بیٹھتے ہی فرمایا' قرآن مجید لاؤ' سورہ کہف پڑھنی ہے' جبکہ سورۃ کہف زبانی پڑھا کرتے تھے، جب تک مولانا بلال صاحب قرآن مجید لاتے' یاسین شریف شروع فرما چکے تھے' ادھر یہ لوگ شیروانی کے آخری بٹن لگا رہے تھے ادھر جسم بے جان ہونا شروع ہو چلا تھا' ان میں سے ایک نے ڈاکٹر صاحب کو آواز دی' وہ قریب ہی تھے فوراً لپکے اور وہ پہنچے تھے کہ آخری سانس لی' راقم موقع پر تھا دل کو تھام کر پیشانی کو بوسہ دیا' پھر اوروں نے بھی' افراد خاندان اور خاص خدام بھی وقت پر پہنچ گئے تھے' اس برق رفتاری سے یہ خبر عام ہوئی کہ دنیا بھر میں اسی وقت غائبانہ نمازوں اور دعاؤں کا سلسلہ شروع ہو گیا' ۲۷ ویں شب کو ملک فہد کے حکم پر حرمین شریفین میں لاکھوں کے مجمع نے جو کہ حج کے بعد سب سے بڑا مجمع مانا جاتا ہے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی' امیر ہو یا غریب شاہ ہو یا گدا سب پر یتیمی کی چادر تن گئی، جسد مبارک کے قریب مولانا نذر الحفیظ صاحب اور مولوی معاذ کاندھلوی کھڑے اور بیٹھے برابر تلاوت میں مشغول رہے اور آخری دیدار کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ جو تھوڑی دیر کیلئے غسل کے وقت ٹوٹا' پھر سلسلہ جو شروع ہوا اس نے رات کے دس بجا دیئے۔ جو آ رہا تھا وہ مضطرب اور بیقرار تھا اور غمناک تھا' ڈاکٹر نظر احمد صاحب جو کہ حضرت والا کے معالج خاص ہیں اور جنکی بائی پاس سرجری ہوئے زیادہ وقت نہیں گذرا' لکھنؤ سے بے تابانہ چل پڑے' اور حضرت کو دیکھتے ہی رہے۔

مغرب کے بعد غسل دیا گیا' بھائی سید طارق حسن عسکری صاحب مدینہ منورہ' مولانا سعید بنوندوی' ساؤتھ افریقہ مولانا نثار الحق صاحب کاتب خاص' حاجی عبدالرزاق صاحب خادم خاص اور مولانا بلال صاحب غسل دینے والوں میں تھے۔ مولوی نیاز ندوی صاحب بھی شریک ہو گئے تھے بھائی عبدالمعید خادم' مصباح الدین (خادم) سید شارق اور مولوی معاذ کاندھلوی کیساتھ راقم بھی معاونت کر رہا تھا' جبکہ مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب نگرانی فرما رہے تھے اور

مولانا سید سلمان حسینی اور مولانا عبداللہ حسین جعفر مسعود حسنی اور مولانا عمار حسنی صاحبان و دیگر افراد خانہ موجود تھے دس بجے جنازہ اٹھا' مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی' مجمع کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ مجسٹریٹ کو یہ اطلاع ۹ بجے دی گئی کہ پونے دو لاکھ لوگ داخل ہو چکے ہیں مولانا حمزہ حسنی نے غسل اور تدفین کا نظام بنایا تھا اسکے مطابق قبر میں مولانا سید محمدؒ رابع صاحب عبدالرزاق صاحب اور مولانا عبداللہ حسنی صاحب اور مولانا نثار الحق صاحب اترے۔ چنانچہ مولانا دریابادیؒ کی زبان میں "طاہر د مطہر مٹی سے بنے" اس رجل مبارک کے جسد شریف کو سپرد خاک کر دیا گیا' برادرم محبوب منصور پوری' اور راقم نے پڑے دینے شروع کئے' حاجی عبدالرزاق اور مولانا بلال حسنی انکو جگہ پر رکھتے مٹی دینے کا سلسلہ شروع ہوا تو سحر ہو گئی اور اس طرح یہ پوری شب جو کہ ۲۳ ویں شب تھی اور ممکنہ لیلۃ القدر تھی جس کے آثار بھی محسوس کئے گئے اسی محبوب الٰہی کی نذر ہو گئی۔ اسکے دوسرے روز ہمارے ایک مخلص دوست اور صالح نوجوان نے خواب میں حضرت والا کی زیارت کی اور عرض کیا کہ حضرت !! اتنی آسانی سے آپکی روح کیسے نکل گئی فرمایا' حضور اکرم ﷺ کا جو غم تھا اسکی وجہ سے اللہ نے فضل کا معاملہ فرمایا۔" یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین" (یٰسین ۲۷)

اللہ حضرت کو طبقہ علیہ میں رکھے اور ہمیں آپ کو انکے نقش قدم پر چلائے۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ حضرت رحمہ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت کیلئے مجمع اطراف و اکناف سے ٹوٹ پڑا ہی تھا تعزیت کیلئے آنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ' سابق وزیر دفاع ملائم سنگھ 'کانگریس کی صدر مسز سونیا گاندھی نے حضرت کے جانشین مولانا محمد رابع ندوی مدظلہ سے آکر تعزیت کی۔ وزیر اعظم ہند اٹل بہاری باجپائی اور وزیر داخلہ ایل۔ کے ایڈوانی نے بھی تعزیتی مکتوب ارسال کیا۔ اسکے علاوہ ملک فہد شہزادہ عبداللہ ابن عبدالعزیز (سعودی عربیہ) نے حرمین شریفین میں نماز جنازہ کا اہتمام کروایا اور تعزیت کے کلمات بھی کہلائے' شہزادہ سلطان ابن زید امیر امارات عربیۃ متحدہ' شیخ حسن بن طلال امیر مملکت اردن ہاشمیہ' شیخ سلطان بن محمد القاسمی حاکم شارجہ نے تعزیتی مکتوب ارسال کیا۔ حاکم شارجہ نے فون پر رابطہ قائم کیا۔ دولۃ قطر

سے چارٹر طیارہ حکومتی سطح پر آیا جس میں وزیر، اور چیف جسٹس کے علاوہ شیخ یوسف القر قدری بھی تھے۔ جامعہ اسلامیہ مدنیہ منورہ سے شیخ عبدالباسط بدل نے آکر تعزیت کی اور سفر کی صعوبتیں برداشت کیں، حضرت مولانا ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ اس سانحہ سے ایسا صدمہ پہونچا ہے جو بیان نہیں کر سکتا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب سہارنپوری شیخ الحدیث مظاہر العلوم خبر سنتے ہی سہارنپور سے چل پڑے۔ مرکز تبلیغ نظام الامت دہلی کے لوگ اور جماعت اسلامی کے ذمہ داران اور بہت سے اہل تعلق اسی وقت جہاز پر بیٹھ کر اترے کہ وہ کینسل ہو گیا۔ اور بعد میں آنے والوں کا سلسلہ اب تک جاری ہے جبکہ چالیس ۴۰ دن ہو چکے ہیں۔

چند خاص معمولات : روزانہ گیارہ بار یاسین شریف پڑھ کر آنحضور ﷺ اور انکی ازواج مطہرات بنات طیبات، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین عظام ائمہ، فقہ و دین وائمہ تزکیہ و یقین محدثین مجددین، مصلحین امت فاتحین اسلام، خادمان دین، محققین افراد خاندان، اسلاف اور متعلقین کیلئے خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے ایصال ثواب کرتے تھے، خاص طور سے تبلیغی جماعت کیلئے دو رکعت نماز پڑھنے کا معمول بھی تھا، جمعہ میں سورہ کہف اور درود شریف کی کثرت رکھتے اور دوسروں کو بھی تاکید کرتے جس جگہ اور جس علاقہ میں جاتے یاسین شریف پڑھ کر وہاں کے مدفونین اور مرحومین کو ثواب پہنچاتے اور اس میں کبھی فرق نہیں آنے دیا، فرماتے کہ عامۃ المسلمین کا حق ہوتا ہے، اسلئے قبرستان جاؤ وہاں کے لوگوں کو بخشو۔ صلہ رحمی کا بڑا خیال رکھتے تھے، اپنے وطن رائے بریلی میں ہوتے تو دن میں دو بار ظہر سے پہلے اور مغرب کے بعد گھر جاتے، جہاں گھر کی مستورات جمع ہو جاتی تھیں بچوں کو خصوصیت سے بلاتے اور ٹافیاں دیکر خوش کرتے، کوئی بچہ اگر ملنے آتا تو بسکٹ یا ٹافی دے کر اسکو رخصت کرتے۔

کسی بیمار کے بارے میں معلوم ہوتا تو اسکی عیادت اپنا حق سمجھتے، دو مجلسیں ہوتیں، عصر کے بعد جس میں معلمین، مبلغین بیٹھتے اور عشاء کے بعد جس میں طلباء بیٹھتے تھے، لکھنے لکھانے کا معمول دن کا تھا، فرماتے تھے ہماری سب تحریریں دن کی ہیں، خطوط کے جواب کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے اور یہ سارے معمولات بحمد للہ آخر تک جاری رہے۔ حالانکہ کیسے کیسے بیمار ہوئے اور اعذار پیش آئے۔

............OO☆ ☆OO............